DOI: https://doi.org/10.52015/albasirah.v13i1.207

Al-Basirah البصیرۃ

Volume 13, Issue 01, (June 2024)

Journal Home Page: https://albasirah.numl.edu.pk/

ISSN E: 2520-7334 ISSN P: 2222-4548

اجماع بطور ماخذ شرعی؛ فقہ حنفی اور فقہ جعفری کا تقابلی جائزہ

Ijma as a Source of Shariah; A Comparative Study of Hanafi and Jafari Schools of Thought

Asghar Ali, Ghulam Mehdi

PhD scholar, Institute of Islamic Studies and Shariah, MY University, Islamabad, **Email:** asgharmirza90@gmail.com

MPhil Scholar, Institute of Islamic Studies and Shariah, MY University, Islamabad, **Email:** ghulammehdi283@gmail.com

Received: 15 March | Revised: 20 May | Accepted: 27 June | Available Online: 30 June

ABSTRACT

Along-with the basic principles of Islamic jurisprudence the Quran and Sunnah, there are other legal supporting sources agreed upon by Muslims. Among these stands Ijma (Consensus legal Opinion) as the third primary source. This research studies the status of Ijma Fiqh Ja'fri and Fiqh Hanafi, by comparing the both schools, discussing the main concept of Ijma, its conditions, types and ways of implementations of its decisions. Both schools of thought have some commonalities and there are also some differences on its attainment. For example, in Jafari jurisprudence, it is not required that all jurists of the time must agree upon an opinion to be established. Instead, the important part of Ijma is the statement of an Imam. If the consensus includes a statement from one of the Imams of the Ahl al-Bayt or if it is generally known that the opinion of any Imam is included in the consensus, then it is considered an authority. On the other hand, in the Hanafi school of thought, the consensus of all jurists of the time is a prerequisite for Ijma. This article is an attempt to analyze perspectives of both schools of thought and present a comparative assessment of both theories comprehensively.

KeyWords: Jaffery School, Hanafi School, Ijma, Islamic Jurisprudence, Sources of Shariah, Comparative review,

Funding: This research received no specific grant from any funding agency in the public, commercial, or not-for-profit sectors.Correspondence Author's Email: asgharmirza90@gmail.com

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

1. تعارف:

دین مقدس اسلام میں جہاں عقائد اور اخلاقیات کو بنیادی اہمیت حاصل ہے وہاں پر فقہ اور احکام شرعیہ کی اہمیت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اسی اہمیت کے پیش نظر اصول فقہ کو سمجھنا اور اس کے قواعد پر دسترس رکھنا ایک مستنبط کے لیے نہایت ہی ضروری ہے۔ کیونکہ اصول فقہ کو جاننے اور سمجھے بغیر احکام شرعیہ کو ادلہ شرعیہ سے ماخوذ اور استنباط نہیں کیا جا سکتا۔ ادلہ شرعیہ میں سے بعض پر مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ اور سب سے پہلی دلیل یا ماخذ جو کسی بھی حکم شرعیہ کے استنباط کے لیے ضروری ہے وہ قرآن مجید اور فرقان حمید ہے، یہ ہر اعتبار سے متقن اور محکم دلیل ہے، اگر اس کے نص یا ظواہر سے کسی بھی حکم شرعی کو استنباط کیا جا سکتا ہو، تو اولین اہمیت اسی کو حاصل ہے، کیونکہ اس کی سند قطعی ہے، اس کی سند کے بارے میں کوئی شک اور شبہہ پایا نہیں جاتا۔ اگر کہیں اختلاف ہے تو دلالت کے بارے میں ہے۔

اگر کسی حکم شرعی کا استنباط قرآن کے نصوص یا ظواہر سے نہ کر سکتا ہو تو پھر سنت کی طرف مراجعہ ضروری ہے، لیکن سنت میں قرآن کے برخلاف اگر متواتر نہ ہو تو پھر اس کی سند کے بارے میں تحقیق ضروری ہے۔ اگر سند اطمئنان آور ہو، پھر اس کی دلالت کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ دلالت کی پھر تین قسمیں بنتی ہیں: نص، یعنی ایسی دلالت کہ جس میں احتمال خلاف نہیں پایا جاتا، یا ایسی دلالت جو قابل تاویل نہ ہو۔ ظاہر دلیل کی وہ دلالت جس میں احتمال خلاف پایا جاتا ہے یا جس میں تاویل کی گنجائش پائی جاتی ہے۔ ان دونوں کے برخلاف اجمال میں کوئی واضح دلالت موجود نہیں ہوتی اور مختلف قسم کے احتمالات پائے جاتے ہیں کسی بھی ایک طرف کو اخذ کرنے کے لیے کوئی مرجح موجود نہیں ہوتا، اور بغیر دلیل کے کسی ایک کو اخذ کیا جائے تو یہ ترجیح بلا مرجح ہے، اور یہ عقلاً محال ہے۔ اس لیے دلیل مجمل ہونے کی صورت میں یہ مورد اجمال میں قابل استنباط نہیں ہوتی، دلیل آخر کی طرف مراجعہ ضروری ہے۔

علم اصول فقہ میں مسائل فقہیہ کے استنباط کے لئے قرآن و سنت کے علاوہ کچھ ماخذ شرعیہ وضع ہوئے ہیں، جو مسلمانوں کے درمیان متفق علیہ ہے۔ اصول فقہ کے بنیادی دو ماخذ شرعی قرآن اور سنت کے بعد تیسرا نمبر اجماع کا ہے۔ اجماع فقہ جعفریہ اور فقہ حنفیہ کے دونوں مکاتب فکر کے ہاں بالترتیب تیسرا ماخذ شرعی ہے، لیکن دونوں مکاتب فکر کے نزدیک کچھ مشترکات ہیں، تو اس کے حصول پر کچھ مابہ الامتیاز بھی ہیں۔ فقہ حنفیہ میں ایک دلیل مستقل کے طور پر مانا جاتا ہے، اور فقہ جعفریہ میں اس کی حجیت کی وسعت کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ آیا اس کی سنت کے ذیل میں ہے یا بطور مستقل حجیت رکھتا ہے۔

زیر نظر مقالہ میں دونوں مکاتب فکر کا اجماع کے حوالے سے نظریات کو بیان کرنے اور دونوں نظریات میں تقابلی جائزہ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

2. سابقہ کام کا جائزہ:

اس موضوع پر مستقل کوئی تحقیقی کام راقم کی نظر سے نہیں گزرا، البتہ مختلف تحقیقی مقالوں میں ضمناً اس پر کام ہوا ہے، ان میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں ایم فل تھیسز "فقہ حنفی اور فقہ جعفری کے اصول اجتہاد تحقیقی و تقابلی جائزہ" کے عنوان سے کوثر عظیم صاحبہ نے ڈاکٹر میاں محمد صدیقی صاحب کی نگرانی میں لکھا ہے۔ محترم الطاف حسین لنگڑیال صاحب نے پروفیسر ڈاکٹر شبیر احمد منصوری کی نگرانی میں اپنا پی ایچ ڈی مقالہ "عصر حاضر میں اجماع کی عملی صورتیں" کے عنوان سے منتخب ممالک

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

میں اجماع کی صورتوں پر لکھا ہے۔

3. مسئلہ تحقیق:

ایک مجتہد جب اجتہاد کرتا ہے تو حکم شرعی کے استنباط کے لئے وہ حتی الامکان قرآن اور سنت کو ماخذ قرار دیتا ہے اور قرآن وسنت سے ہی حکم شرعی اخذ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر قرآن وسنت میں واضح حکم میسر نہ ہو تو پھر ثانوی آ ماخذ استنباط کی طرف رجوع کرتا ہے۔ فقہائے احناف کے ہاں قرآن وسنت کے بعد اجماع اور قیاس متفق علیہ آ ماخذ شرعیہ ہیں جبکہ فقہ جعفری میں اجماع اور عقل ثانوی آ ماخذ شمار ہوتے ہیں۔ اجماع کیا ہے؟ دونوں فقہی مکاتب میں اس کا تصور کیا ہے؟ اور استنباط حکم شرعی میں اس کی کیا حیثیت ہے وغیرہ؟ ان بنیادی سوالات کا ایک غیر جانبدارانہ تحقیقی اور تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

4. اجماع کی تعریف:

اجماع عربی کا لفظ ہے جو کہ مادہ (ج م ع) جمع سے مشتق ہے اس کے لغوی معنی چیزوں کو اکھٹا کرنا اور ایک دوسرے سے ملا دینا ہے۔

راغب اصفہانی (م502ھ) لکھتے ہیں:

الجمع ضم الشیئ بتقریب بعضه من بعض یقال جمعته فاجتمع[1]

جمع کا لغوی معنی ایک چیز کو دوسری کے قریب لا کر آپس میں ملا دینا ہے، جیسے کہا جاتا ہے میں نے اسے اکھٹا کیا وہ اکھٹا ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ﴾[2]، ''سورج اور چاند اکھٹے کئے جائیں گے''

ابن منظور افریقی (م711ھ) لسان العرب میں لکھتے ہیں: ''الاجماع: اعداد و العزیمة علی الأمر''[3]

اصطلاح میں مختلف فقہاء نے مختلف تعریفیں کی ہیں۔ محقق حلیؒ (م676ھ) فرماتے ہیں: ''الاجماع: اتفاق من یعتبر قوله فی الفتاویٰ الشرعیة علی أمر من الأمور الدینیة قولا کان أو فعلاً''[4]، ''وہ افراد جن کا قول فتویٰ دینے میں معتبر سمجھا جاتا ہے جب دینی امور میں کسی بات پر قول یا فعل کے ذریعے اتفاق کرلے تو وہ اجماع کہلاتا ہے''۔

اس تعریف میں کئی کلیدی الفاظ ذکر ہوئے ہیں:

1۔ **اتفاق**: اتفاق سے مراد علماء کا کسی بھی قول و فعل پر متحد ہونا ہے۔

2۔ **مجتهدی العصر**: اس شرط سے مجتہدین کے علاوہ باقی تمام افراد اجماع کے حدود سے باہر نکل گئے۔ صرف زمانے کے مجتہدین ہی شامل ہیں۔

3۔ **أمة محمد**: اس شرط نے امم سابقہ اور دیگر امت جیسے نصاریٰ، یہود وغیرہ کو اپنے دائرے سے باہر کیا۔

4۔ **بعد وفاته**: اس قید سے نبی کریم ﷺ کے دور مبارک کے فقہاء و مجتہدین کے اجماع کو خارج کیا۔ آپ ﷺ کے عصر

---

(1) الأصفهاني، أبو القاسم حسين بن محمد، **المفردات فی غريب القرآن** (سوات؛اشاعت اکیڈمی)، ص:104۔

(2) القيامة 9:75.

(3) ابن منظور، محمد بن مكرم، افريقى، **لسان العرب** (بيروت؛دار صادر للطباعة والنشر ، 2000ء)، ج:2 ص:358۔

(4) حلی، جعفر ابن حسن بن یحییٰ محقق، **معارج الأصول**، تحقيق سيد محمد حسين كشميرى(قم؛مطبع سرور، 2003ء)، 179۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

میں مجتہدین کا کسی خاص مسئلے پر اتفاق کرنا اجماع نہیں کہلائے گا۔اس دور میں اجماع کی ضرورت ہی نہ تھی۔

5۔علی أی أمر کان من أمور الدین:اس کا مطلب ہے کہ اجماع امور دینی میں ہوتا ہے یعنی امر شرعی کے علاوہ کسی دیگر امر سے متعلق مجتہدین کا اتفاق کرنا اجماع نہیں کہلائے گا جیسے لغت کے کسی مسئلے پر یا حساب کے مسئلے پر یا کسی سائنسی مسئلے پر اتفاق کر لیا جائے تو وہ اجماع کے دائرہ کار سے باہر ہو گا۔

1.4. فقہ جعفری میں اقسام اجماع:

فقہ جعفری کے فقہاء نے اجماع کی تین مختلف تقسیم کی ہیں۔

اجماع کے وقوع کے لحاظ سے دو قسمیں کی جاتی ہیں۔

1۔اجماع محصل 2۔اجماع منقول

اجماع محصل: الذی یحصله الفقیه بنفسه بتتبع أقوال أهل الفتویٰ[1]

اجماع محصل سے مراد وہ اجماع جسے فقیہ خود اہل فتویٰ کے اقوال سے تلاش کرتا ہے۔

اجماع منقول: الذی لم یحصله الفقیه بنفسه، وإنما ینقله له من حصله من الفقهاء سواء کان النقل له بواسطة أم بوسائط.

اجماع منقول اس اجماع کو کہا جاتا ہے جسے فقیہ خود حاصل نہیں کرتا بلکہ وہ اسے نقل کرتا ہے جسے یہ حاصل ہوا ہوتا ہے اس کے نقل ہونے میں ایک یا کئی واسطے ہو سکتے ہیں۔

فقہ جعفری میں اجماع محصل تمام فقہاء کے نزدیک معتبر اور حجت ہے۔جس حکم پر اجماع محصل حاصل ہو جائے وہ حکم قطعاً ثابت ہو جاتا ہے۔[2]

فقہ جعفری میں اجماع وہی معتبر ہوتا ہے جو قول امام سے کشف ہو یعنی اس اجماع کے ذریعے نبی کریم ﷺ یا ائمہ اہل بیت کا قول کا علم ہو جائے۔اگر نبی کریم یا امام کا قول کشف نہ ہو تو اجماع معتبر نہ ہو گا۔اجماع کشف قول امام کی درج ذیل صورتیں بنتی ہیں:

1.1.4. اجماع حسی:

اس اجماع سے مراد امت کا ایسا اجماع ہے جس میں امام کے شامل ہونے کا یقین ہو جاتا ہے۔امام کسی بھی طرح اس اجماع کا حصہ ہے اگرچہ امام کا قطعی قول نقل نہ ہو، لیکن امت میں کوئی بھی اجماع کی مخالفت نہ کرے۔یہ طریقہ کار اس وقت ممکن ہو گا، جب امام زندہ ہو اور امام کی طرف سے مخالفت نہ ہو۔[3]

2.1.4. اجماع لطفی:

کسی زمانے میں علماء کا اتفاق کر لینا اور مخالفت نہ ہونا۔اس سے عقلی طور پر امام کی رائے کشف ہو جاتی ہے کیونکہ لطف خدا کا تقاضا ہے کہ امام قوم کا ہادی ہوتا ہے اگر علمائے امت کسی غلطی پر جمع ہو جائے تو امام کے ذریعے ہدایت کرتا ہے۔شیخ الطائفہ ابو جعفر

(1) بشیر حسین نجفی، **مرقاة الاصول** (قم؛دار الفقه للطباعة والنشر، 1425ھ)،152۔

(2) نفس مصدر:153۔

(3)مظفر، محمد رضا، **اصول الفقه** (قم؛ بوستان کتاب، 1391ھ) 461؛ صدر الدین، **تمهید فی اصول الفقه** (بیروت؛دار الهادی، للطباعة والنشر و التوزیع، 2002ء)، 293۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

طوسیؒ(م460ھ)اس قاعدے کا قائل ہے، جبکہ سید مرتضیٰؒ(م436ھ)کا موقف ہے کہ جب آیت یا سنت بحیثیت نص اجماع کرنے والوں کے خلاف ہو تو اجماع قطعی طور پر باطل ہو گا۔لہذا فی الجملہ اس قاعدہ کو قبول نہیں کیا جاسکتا۔

3.1.4. اجماع حدسی:

کسی بھی حکم شرعی پر متقدمین سے اجماع چلا آرہا ہو اور اس اجماع سے یہ یقین ہو جائے کہ اس میں امام کا قول بھی شامل ہے اگر قول امام اس میں شامل نہ ہوتی تو کوئی نہ کوئی مخالف رائے ضرور ہوتی۔اس طریقہ اجماع میں تمام زمانوں میں اتفاق علماء ضروری ہے۔محقق خراسانیؒ سمیت متأخر فقہاء اس نظریئے کے قائل ہیں۔[1]

4.1.4. اجماع بالتقریر:

امام کے موجودگی فقہاء کسی حکم شرعی پر اتفاق کرلے تو یہ اجماع امام کی رائے پر مشتمل ہو گا اگر یہ اتفاق درست نہ ہوتا تو امام ضرور مخالفت کرتے لیکن امام کی موجودگی میں اتفاق ہوا اور امام نے منع نہیں کیا تو یہ تقریر امام ہو جائے گی۔[2]

2.4. فقہ حنفی میں اجماع:

احناف کے ہاں مجتہد کے اظہار رائے کے اعتبار سے دو اقسام ہیں:

1.2.4. اجماع صریح:

ثبوت الاجماع منهم قد يكون بنصهم عليه[3]

تمام کے تمام علماء کسی مسئلہ میں نص فرمائے۔

یعنی کسی پیش آمدہ مسئلہ میں فقہاء اپنی آراء کا اظہار کرتے ہیں اور پھر ایک رائے پر متفق ہو جاتے ہیں۔مثلاً تمام مجتہدین ایک جگہ جمع ہیں اور اگر ان سے فرداً فرداً رائے لی جاتی تو اختلاف رائے کی گنجائش تھی مگر پھر وہ سارے اس مسئلہ میں کسی ایک رائے کو اختیار کر لیتے ہیں تو یہ اجماع صریح کہلائے گا[4]

اجماع صریح یقینی حجت ہے اس کی مخالفت جائز نہیں ہے۔[5]

2.2.4. اجماع سکوتی:

کسی مسئلہ پر کچھ فقہاء کا اتفاق ہو اور باقی خاموش رہیں اور مخالفت نہ کریں اور کافی مدت گزر جائے تو یہ اجماع سکوتی کہلائے گا۔اکثر احناف کے نزدیک یہ اجماع حجت کا درجہ رکھتا ہے۔[6]

اس تقسیم سے مندرجہ ذیل نکات سامنے آتی ہے:

1۔احناف میں اجماع صریح پر تمام مجتہدین کا اتفاق ہے کہ یہ اجماع حجیت کا درجہ رکھتا ہے۔

---

(1) صدر الدين، **تمهيد فی اصول الفقه**، 194؛مظفر، اصول الفقه،462۔

(2) مظفر،نفس مصدر،462۔

(3) الدبوسی، أبو زيد عبيد الله بن عمر، **تقويم الأدلة فی اصول الفقه** (بيروت؛دار الكتب العلميه، 2001ء)، 28۔

(4) زيدان، عبد الكريم، **الوجيز فی اصول الفقه** (بغداد؛مؤسسه قرطبة للنشر والتوزيع، 1986ء)،183۔

(5) نفس مصدر:184۔

(6) عبد العلی، محمد بن نظام الدين، **فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت**(بيروت؛ دار الكتب العلمية)، 2 :283؛ أبو زهرة، محمد مصری، **أبو حنيفه حياته وعصره** آراءه و **فقهه** (قاهرة؛دار الفكر العربی، 1991ء)، 273۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

2۔اسی طرح احناف میں اس بات پر بھی اتفاق کیا گیا ہے کہ اجماع سکوتی میں بعض مجتہدین رائے کا اظہار کرتے ہیں اور بعض خاموش رہتے ہیں اور ان کی خاموشی اور عدم مخالفت کو رضامندی تصور کیا جاتا ہے۔البتہ اجماع سکوتی اجماع صریح کی طرح قطعی طور پر حجیت کا درجہ نہیں رکھتا۔

3۔فقہ جعفری میں اجماع محصل بالاتفاق حجت ہے لیکن اجماع منقول میں مختلف قسم کی آراء پائے جاتے ہیں۔

5. فقہ حنفی و جعفری میں شرائط اجماع:

اجماع کے وقوع کے لئے فقہاء نے مختلف شرائط بیان کی ہیں ان شرائط کے بغیر اجماع وقوع نہیں ہوتا۔اجماع کی شرائط کو ہم دونوں مکاتب فکر کے نقطہ نظر سے مشاہدہ کرتے ہیں۔

1.5 اجماع کے لئے تمام امت کا اتفاق ضروری ہے یا اکثریت کافی ہے؟

(الف) فقہ جعفریہ میں اجماع کا معیار قول امام کا کشف ہونا ہے یعنی اس اجماع سے ائمہ اہل بیت میں سے کسی کا قول ثابت ہو رہا ہو۔اس کے لئے کل امت کا اتفاق ضروری نہیں بلکہ کچھ کی مخالفت ہو اور قول امام کشف ہو رہا ہو تو بھی وہ اجماع حجت ہو گا۔[1]

(ب) اگر اہل حل و عقد میں سے کسی مجتہد نے اجماع کی مخالفت کی تو اجماع نہیں ہو گا۔[2]

عبد الکریم زیدان (م1435ھ) لکھتے ہیں کہ اجماع میں یہ شرط ہے کہ تمام کے تمام مجتہدین اتفاق کر لیں اگر کوئی ایک بھی مخالفت کرے تو اجماع حجت نہ ہو گا۔[3]

2.5 اجماع کے لئے مستند ہونا شرط ہے؟

(الف) فقہ جعفریہ میں معیار قول امام ہے لہذا ان کے ہاں اجماع کی مستند امام کی رائے ہے۔اجمالی طور پر علم ہونا چاہئے کہ امام کی رائے اس اجماع میں داخل ہے۔قول امام کو ترک کر کے اتفاق محض کی جعفری کے ہاں کوئی حیثیت نہیں ہے۔

(ب) قاضی محب اللہ بہاری (م1121ھ) نے مسلم الثبوت میں لکھا ہے اجماع کے لئے مستند شرعی کا ہونا ضروری ہے کیونکہ بغیر دلیل کے فتویٰ دینا جائز نہیں اور یہ بھی محال ہے کہ کسی مسلم دلیل کے بغیر تمام مجتہدین کسی ایک بات پر متفق ہو جائے۔[4]

مجتہدین جب کسی مسئلے پر اجماع کرتے ہیں تو ضروری ہے کہ ان کے پاس کوئی دلیل شرعی ہو جس کی بنیاد پر اجماع قائم ہو کیونکہ اجتہاد کی بنیاد ذاتی خواہش پر نہیں ہوتی اس لئے اتفاق مجتہد سے ہمیں قطعی علم ہو جاتا ہے کہ ان کے پاس کوئی دلیل تھی جس پر اتفاق رائے قائم ہوا ہے۔[5]

دلیل کونسی ہو سکتی ہے اس میں اقوال ہیں۔علامہ نسفی حنفی کا موقف ہے کہ اجماع کا سبب کبھی خبر واحد ہوتی ہے اور کبھی قیاس

---

(1) مظفر، **اصول الفقه**، 429؛ صدر الدين، **التمهيد فی اصول الفقه**، 291-

(2) النسفي، أبو البركات عبد الله بن أحمد، **كشف الاسرار شرح المصنف على المنار**(بيروت؛ دار الكتب العلمية، س ن)،2: 272-

(3) زيدان، **الوجيز فی اصول الفقه**، 170-

(4) عبد العلى، **فواتح الرحموت**،2: 289-

(5) زيدان، **الوجيز فی اصول الفقه** ، 183-

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

اور کبھی کتاب و سنت ہوتی ہے۔ بعض علماء کی رائے یہ بھی ہے کہ خبر واحد ہی اجماع کا سبب بن سکتی ہے۔ کتاب اور سنت متواترہ کسی بھی حکم کو ثابت کرنے کے لئے اجماع کے محتاج نہیں ہے۔[1]

3.5. اجماع مجتہدین کا ہونا ضروری ہے؟

فقہ جعفری کے مطابق مجتہدین کا اتفاق ہی اجماع کہلاتا ہے۔ اجماع کرنے والوں میں شرط ہے کہ وہ مجتہد ہو۔[2]

فقہ حنفی کے مطابق بھی یہ شرط ہے کہ جو لوگ اجماع کر رہے ہوں وہ سب کے سب مجتہد ہوں۔[3]

دونوں مکاتب فکر کے ہاں یہ شرط ہے کہ اتفاق کرنے والے مجتہد ہونے چاہیئے۔ مجتہدین کے اتفاق سے حاصل ہونے والا اجماع شریعت اسلامی میں حجت ہے۔

4.5. اجماع حکم شرعی پر ہونا شرط ہے؟

فقہ جعفری میں مسلم شرط ہے کہ حکم شرعی پر اتفاق اجماع کہلاتا ہے۔ جیسے محقق حلی نے لکھا ہے کہ مجتہدین کے وہی اقوال اجماع میں معتبر ہیں جو دینی امور کے متعلق ہو۔[4]

فقہ حنفی میں بھی یہی مسلم نظریہ ہے کہ جس نکتہ پر اتفاق کیا جارہا ہو وہ امور شرعیہ میں سے ہو۔ طب یا ریاضی کے کسی مسئلے پر علماء کے اتفاق کو اجماع نہیں کہا جائے گا۔[5]

اس بات پر دونوں مکاتب فکر کا اتفاق ہے کہ مجتہدین کا وہی اتفاق اجماع کہلائے گا جو کسی حکم شرعی پر ہو۔ حکم شرعی کے علاوہ کسی اور بات پر اتفاق رائے ہو جائے تو اس اجماع کی شرعی حیثیت نہ ہو گی۔

6. اجماع کی حجیت

احکام شرعیہ میں سے بہت سارے احکام اجماع سے اخذ شدہ ہیں کسی بھی مجتہد کے لئے ضروری ہے کہ اسے اجماعات کا علم ہو تاکہ وہ کوئی فتویٰ صادر کرے تو خلاف اجماع نہ ہو۔ اسی طرح اجماع کی حجیت پر دلائل کا جاننا بھی ضروری ہے تاکہ درست انداز میں اجماع سے استفادہ کر سکے۔

1.6. دلائل قرآنیہ:

اجماع پر سب سے محکم دلیل قرآنی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾[6]

"اور جو شخص ہدایت کے واضح ہونے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور مومنین کا راستہ چھوڑ کر کسی اور راستے پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہے

(1) النسفی، **كشف الاسرار**، 2 :192-

(2) صدر الدين، **التمهيد فى اصول الفقه**، 279-

(3) زيدان، **الوجيز**، ص179؛ الشاشی، نظام الدين أحمد بن محمد بن اسحاق، **اصول الشاشی**،ت عبد الله محمد خليلی(بيروت؛دار الكتب العلمية، 2002ء)، 182-

(4) حلی، جعفر بن حسن محقق، **معارج الاصول**،ت سيد محمد حسين كشميری(قم؛مطبع سرور، 2003ء)، 179-

(5) زيدان، **الوجيز فی اصول الفقه**،181؛ الشاشی، أحمد بن محمد بن اسحاق، **اصول الشاشی**، 181-

(6) النساء: 115/4

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

ہم اسے ادھر ہی چلنے دیں گے اور ہم اسے جہنم میں جھلسادیں گے جو بد ترین ٹھکانا ہے۔"

اس آیت میں مؤمنین کے راستے کے علاوہ کسی اور راستے پر چلنے کی ممانعت کی گئی ہے اور جو کسی اور راستے کا انتخاب کرے گا اس کیلئے سخت عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔

علامہ خضری کہتے ہیں کہ حجیت اجماع پر جن آیات سے استدلال کیا جاتا ہے ان تمام آیات میں سب سے اقویٰ آیت یہی ہے جو مؤمنین کے راستے پر چلنے کو واجب قرار دیتی ہے۔[1]

2۔اجماع کی حجیت پر دوسری آیت:

﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أمة وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ﴾[2]، "اور اسی طرح ہم نے تمھیں امت وسط بنادیا تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو۔"

اس آیت میں اللہ نے امت وسط کے قول کو حجت قرار دیا ہے۔[3] وسطاً سے مراد عدالت ہے اس لئے ان کا اجماع حجت ہونا چاہئے۔[4] جس طرح رسول گواہ ہیں اسی طرح امت وسط بھی گواہ ہیں، رسول کا قول حجت ہے امت وسط کا قول بھی حجت ہے۔[5]

2.6. اجماع کی حجیت پر دلیل سنت:

کتاب اللہ کے بعد سنت نبی ﷺ سے بھی علماء نے اجماع کی حجیت پر استدلال کیا ہے۔اس حوالے سے بہت ساری احادیث مبارکہ نقل ہوئی ہیں ہم چند روایات بطور نمونہ ذکر کریں گے۔

"ان امتی لا تجتمع علی ضلالة، فاذا رایتم اختلافا فعلیکم بالسواد الاعظم"[6]، "میری امت گمراہی پر اکھٹی نہیں ہوسکتی جب تم ان میں اختلاف دیکھو تو سواد اعظم کے ساتھ ہو جاؤ۔"

"ید الله علی الجماعة فاتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ فی النار"[7]، "اللہ کی تائید جماعت کے ساتھ ہے سواد اعظم کی اتباع کرو جو الگ ہو وہ جہنم میں چلا جائے گا۔"

شیخ طوسی ان روایات کو اخبار آحاد قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ روایات موجب علم نہیں ہیں۔[8]

7. فقہ حنفی و جعفری میں اجماع کا معاصر تصور:

اجماع فقہی احکام کے استنباط کرنے کی ایک اہم دلیل شرعی ہے قدماء میں بہت سارے احکام شرعیہ پر اجماع قائم ہوا ہے، جیسے

---

(1) الخضری، شیخ محمد، **اصول الفقه** (قاهرة؛ مکتبة التجارية الكبرىٰ، 1969ء)، 286۔

(2) البقرة: 2/ 143.

(3) الآمدی، **الاحكام فی اصول الاحكام**، 1 :189۔

(4) النسفی، **كشف الاسرار**، 2 :189۔

(5) البزدوی، محمد بن محمد، **معرفة الحجج الشرعيه**،ت عبد القادر بن ياسين(بيروت؛مؤسسة الرسالة، 2000ء)، 151۔

(6)ابن ماجه، محمد بن يزيد قزوينی، **السنن**، ت محمد فواد عبد الباقی(بيروت؛دارالفكر)، 2 :1303، رقم 3950۔

(7) النيشاپوری، محمد بن عبد الله حاكم، **المستدرک علی الصحيحين** (بيروت؛دار الكتب العلمية، 1411)، 1:199، رقم 391۔

(8) طوسی، **العدة فی اصول الفقه**، 645۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

دور صحابہ میں وراثت میں دادی کے لئے چھٹے حصے پر اجماع کر لینا، مسلمان عورت کا غیر مسلم مرد سے شادی کے کالعدم ہونے پر اجماع کر لینا۔[1] اسی طرح علامہ ابن منذر نے کتاب "الاجماع" میں ان چند مسائل کیا ذکر کیا ہے، جن پر علماء نے اجماع کیا ہے، جیسے آزاد انسان کے فروخت کرنے کو اجماعاً حرام قرار دیا، اسی طرح مردار، شراب، خنزیر کے گوشت بیچنے کو بھی اجماعاً حرام قرار دیا گیا۔[2]

اب دور حاضر میں اس قسم کا اجماع ممکن ہے یا نہیں؟ اس سے متعلق فقہ جعفری کی مختلف آراء ہیں۔ محقق حلی کے مطابق عصر حاضر میں بھی اجماع ممکن ہے، البتہ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ جس طرح ایک علاقے کے لوگوں کا ایک لباس اور ایک قسم کے کھانے پر اتفاق ممکن نہیں ہے، اسی طرح کسی فقہی مسئلے پر بھی اتفاق ممکن نہیں، جبکہ محقق حلی (م676ھ) لکھتے ہیں کہ دینی احکام کو لباس اور کھانے کے ساتھ تشبیہ دینا درست نہیں کیونکہ ان میں بہت سی جہات مساوی نہیں ہیں، اس لیے اجماع واقع ہو سکتا ہے۔[3] اسی طرح فاضل تونی بھی عصر حاضر میں امکان وقوع اجماع کے قائل ہیں۔[4] جبکہ احناف میں سے علامہ بزدوی لکھتے ہیں کہ ایک فقیہ کوئی رائے دے تو اس رائے کو دیگر فقہاء کے سامنے پیش کیا جائے گا، جب تمام فقہاء دلائل کی روشنی میں ایک ہی نظریہ کو قبول کر لیں تو وہی نظریہ اجماع کی حیثیت رکھے گا۔[5]

8. عصر حاضر میں اجماع کے امکان کے لئے درپیش مشکلات:

1۔ اجماع میں تمام مجتہدین کا ایک حکم پر اتفاق کر لینا ضروری ہے۔ اس کے لئے سب سے پہلے یہ طے کرنا ضروری ہے کہ مجتہدین کون کون ہیں۔

2۔ تمام مجتہدین کی معرفت کے بعد ان سب کو ایک ہی نظریے پر جمع کرنا اور پھر اگر جمع ہو جائیں تو ان کا نظریہ تواتر کے ساتھ پہنچنا مشکل ہے۔

9. حل کی صورت:

قدیم زمانے میں مجتہدین کی تعداد کم تھی اور سارے مدینے اور اطراف میں وقوع پذیر تھے، جیسے صحابہ کرام کا زمانہ ہے۔ لیکن عصر حاضر میں دنیائے اسلام نے بہت وسعت اختیار کر لی ہے۔ اب چونکہ ٹیکنالوجی میں دنیا نے بہت ترقی کر لی ہے، اسلئے عالم اسلام کے تمام ممالک اپنے مجتہدین کا مجمع فقہی تشکیل دے سکتے ہیں، جس میں نظریات پر نقد و بحث ہو اور بالآخر ایک نظریہ پر سب متفق ہو جائیں۔[6] اور پھر اس کو مستند ذرائع ابلاغ کے ذریعے تمام لوگوں تک پہنچایا جائے۔

10. نتائج:

اجماع اصول فقہ کا اہم ماخذ ہے۔ تمام اسلامی فقہی مکاتب میں مشترکہ اصول میں سے ہے۔ فقہ حنفی اور فقہ جعفری دونوں کے

---

(1) زیدان، **الوجیز فی اصول الفقه**، 241۔

(2) ابن منذر، **الاجماع**،ت دکتور فواد عبد المنعم(اسکندریة؛مؤسسة شباب الجامعة، 1991ء)، 158۔

(3) محقق حلی، **معارج الاصول**، 179۔

(4)فاضل تونی، محمد حسین، **الوافیه** (قم؛مؤسسة اسماعیلیان، 1436ھ)، 151۔

(5) البزودی، **معرفة الحجج الشرعیه**، 149۔

(6)متولی البراجیلی، **دراسات فی اصول الفقه مصادر التشریع** (قاهرة؛مکتبة السنة، 2010ء)، 241۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

زاوئے نگاہ سے اس کا جائزہ لیا گیا اور بہت سی مشترکات کے ساتھ ساتھ کچھ اختلاف بھی سامنے آئے۔

الف۔ دونوں فقہ حنفیہ اور فقہ جعفریہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احکام شرعیہ کو دلیل شرعی کیذریعے ہی استنباط کیا جائے، فقط ذاتی رائے رکھنا کافی نہیں ہے۔

ب۔ اجماع کے تحقق کے لیے دونوں فقہ میں مورد اتفاق مسئلہ شرعیہ ہونا ضروری ہے، دیگر مسائل اختلافیہ پر علماء کے اتفاق کو اجماع نہیں کہا جائے گا۔

ج۔ اجماع کو دونوں فقہ حنفیہ اور فقہ جعفریہ میں دلیل کی حیثیت حاصل ہے، اور دونوں احکام شرعیہ میں اس کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن طریقہ استنباط میں کسی حد تک فرق موجود ہے۔

د۔ فقہ حنفیہ میں اجماع دلیل مستقل ہے، جبکہ فقہ جعفریہ کے اکثر علماء کے مطابق اجماع دلیل مستقل نہیں ہے، بلکہ یہ حاکی و کاشف رائے معصومؑ وامام ہو تو پھر حجت ہے، و گرنہ قطع نظر از رائے معصومؑ وامام یہ مستقل حجیت نہیں رکھتا۔

ز۔ فقہ جعفریہ میں اجماع کے کاشف از رائے معصومؑ یا امامؑ ہونے کے لیے کم از کم ایک عصر کے تمام فقہاء کا اتفاق ضروری ہے، و گرنہ یہ اجماع رائے معصوم یا امام کو کشف نہیں کرتا، لیکن جو اجماع حدسی کے قائل ہیں ان کے لیے سب کا اتفاق ضروری نہیں ہے۔ جبکہ فقہ حنفیہ میں ایسی تفصیل نہیں نظر آتی۔ جبکہ حنفی مکتب فکر میں زمانے کے تمام مجتہدین کا اجماع شرط ہے۔

ر۔ اقسام اجماع میں بھی کسی حد تک مختلف نظریہ موجود ہے، فقہ جعفریہ میں اجماع کی مختلفین قسمیں موجود ہے، جیسے اجماع لطفی، حسی، حدسی، اجماع محصل، اور اجماع منقول، اور فقہ حنفی میں اجماع کی الگ قسمیں مختلف عناوین کے ساتھ موجود ہیں۔

ز۔ فقہ جعفریہ میں حجیت اجماع کے لیے رائے معصومؑ کا کشف ہونا ضروری ہے بالفاظ دیگر اکثریت کے ہاں کاشف حجت نہیں ہے بلکہ حقیقت میں منکشف حجت ہے جبکہ فقہ حنفی میں ایسی کوئی شرط نہیں ہے۔

11. سفارشات:

اجماع پر فریقین کے موقف اور آراء کے تحقیقی جائزے کے بعد مندرجہ ذیل سفارشات پیش کی جاتی ہیں:

الف۔ اصول اجتہاد کے تمام آخذ استنباط پر تمام مکاتب فکر کے نظریات پر غیر جانبدارانہ تقابلی تحقیق کی جائے تاکہ اصول فقہ کے طالبعلم کے لئے مختلف نظریات کا غیر جانبداری سے جائزہ لینا ممکن ہو سکے۔

ب۔ عصر حاضر میں اجماع کی عملی صورت کے لئے تمام مسلم ممالک کے مجتہدین پر مشتمل ایک "عالمی فقہی کونسل" تشکیل دی جائے۔

ج۔ اجماع کی حجیت کے بارے میں اختلاف دونوں مکاتب فکر میں احکام شرعیہ کے استنباط اور عدم استنباط یا دلیل مستقل ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں ہے لیکن احکام شرعیہ کے علاوہ تنازعات اور دیگر معاشرتی اختلافات کے حل میں اجماع بنیادی کردار ادا کر سکتا ہے، لہذا اصاحبان عقل اور معاشرے کے حل وعقد کو اس بارے میں باہمی صلاح و مشورے کرنے چاہیے، تاکہ مسئلہ کا حل آسان اور بہتر انداز میں ہو سکے۔

د۔ احکام شرعیہ ہوں یا احکام شرعیہ کے آخذ دونوں فقہ حنفیہ اور فقہ جعفریہ میں مشترکات کی تعداد زیادہ ہے، اور اختلافات نہ ہونے کے برابر، خصوصاً بنیادی آخذ کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا، لہذا ان مشترکات کو ترجیحی بنیادوں پر بیان کیا جائے، نہ کہ چھوٹے موٹے اختلافات کو، تاکہ معاشرہ میں امن اور محبت کی فضاء قائم کی جا سکے۔

OPEN ACCESS Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

Bibliography:

1. *The Qur'an.*
2. Ibn Mājah, Muḥammad Ibn Yazīd al-Qazwīnī. *Sunan Ibn Mājah*. Edited by Muḥammad Fu'ād ʻAbd al-Bāqī. Beirut: Dār al-Fikr.
3. al-Nīsābūrī, Muḥammad Ibn ʻAbd Allāh al-Ḥākim. *al-Mustadrak ʻala al-Ṣaḥīḥayn*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyyah, 1411 AH.
4. al-Amidī, Sayf al-Dīn. *al-Aḥkām fī Uṣūl al-Aḥkām*.
5. al-Bazdawī, Muḥammad Ibn Muḥammad. *Maʻrifat al-Ḥujaj al-Sharʻiyya*. Edited by ʻAbd al-Qādir ibn Yāsīn. Beirut: Mu'assasat al-Risālah, 2000.
6. al-Dabūsī, Abū Zayd ʻUbayd Allāh Ibn ʻUmar. *Taqwīm al-Adillah fī Uṣūl al-Fiqh*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyyah, 2001.
7. al-Khaḍrī, Shaykh Muḥammad. *Uṣūl al-Fiqh*. Cairo: Maktabat al-Tijāriyyah al-Kubrā, 1969.
8. al-Nasafī, Abū al-Barakāt ʻAbd Allāh Ibn Aḥmad. *Kashf al-Asrār Sharḥ al-Manār*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyyah.
9. al-Qazwīnī, Niẓām al-Dīn Aḥmad Ibn Muḥammad Ibn Isḥāq. *Uṣūl al-Shāshī*. Edited by ʻAbd Allāh Muḥammad Khalīlī. Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyyah, 2002.
10. al-Tūsī, Muḥammad Ibn al-Ḥasan. *al-ʻUddah fī Uṣūl al-Fiqh*.
11. Ḥillī, Jaʻfar Ibn al-Ḥasan Ibn Yaḥyā. *Maʻārij al-Uṣūl*. Edited by Sayyid Muḥammad Ḥusayn Kashmīrī. Qom: Maṭbaʻat Sarūr, 2003.
12. Mutawallī al-Barājīlī. *Dirāsāt fī Uṣūl al-Fiqh: Maṣādir at-Tashrīʻ*. Cairo: Maktabat as-Sunnah, 2010.
13. Muẓaffar, Muḥammad Riḍā. *Uṣūl al-Fiqh*. Qom: Bustān al-Kitāb, 1391 AH.
14. Ṣadr al-Dīn. *Tamhīd fī Uṣūl al-Fiqh*. Beirut: Dār al-Hādī, 2002.
15. Ibn Manẓūr, Muḥammad Ibn Mukarram. *Lisān al-ʻArab*. Beirut: Dār Ṣādir liṭ-Ṭibāʻah wa-an-Nashr, 2000.
16. al-Iṣfahānī, Abū al-Qāsim Ḥusayn Ibn Muḥammad. *al-Mufradāt fī Gharīb al-Qur'ān*. Swat: Ishāʻat Academy.
17. Abd al-ʻAlī, Muḥammad Ibn Niẓām al-Dīn. *Fawātiḥ al-Raḥmūt bi-Sharḥ Muslim al-Thubūt*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyyah.
18. Abū Zuhrah, Muḥammad. *Abū Ḥanīfah: Ḥayātuhū wa-ʻAṣruhū, Ārā'uhū wa-Fiqhuhū*. Cairo: Dār al-Fikr al-ʻArabī, 1991.
19. Zaydān, ʻAbd al-Karīm. *al-Wajīz fī Uṣūl al-Fiqh*. Baghdad: Mu'assasat Qurṭuba liṭ-Ṭibāʻah wa-an-Nashr, 1986.

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**